اَفَحَسِبۡتُمۡ اَنَّمَا خَلَقۡنٰکُمۡ عَبَثًا وَّ اَنَّکُمۡ اِلَیۡنَا لَا تُرۡجَعُوۡنَ ۞ (المؤمنون 115)

کیا تم یہ گمان کئے ہوئے ہو کہ ہم نے تمہیں یوں ہی بیکار پیدا کیا ہے، اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹائے ہی نہ جاؤ گے۔

تخلیق کا مقصد

طلحہ عبدالرحمٰن

مرکز الدعوۃ الاسلامیۃ

رب ذوالجلال نے اپنے علم وحکمت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے: وَهُوَا لْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ [الزخرف:٨٤] ...وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ [النور:١٠]... وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ [الجمعة:٣] ... وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا [النسآء:١٣٠] ... وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ [سبا:١] ... تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ [فصّلت:٤٢] ..قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے جابجا اپنے لئے حکیم کا لفظ استعمال فرمایا۔ کیونکہ حکیم دانا ہے۔ اور جو دانا ہوتا ہے اس کا ہر کام کسی خاص مقصد کے لئے ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی دانائی! سبحان اللہ! کہ اس کے کسی کام میں کجی وتفاوت نہیں۔ کن فیکون کا مالک، کہ جس شے کو حکم دیتا ہے: ''ہوجا'' تو وہ بلانقص وبلاچون وچرا تخلیق میں آجاتی ہے اور اپنے بتلائے ہوئے کام کو اس انداز سے کرنا شروع کردیتی ہے جیسا اسے حکم دیا گیا تھا اور اس میں پس وپیش نہیں ہوتی۔ فرشتوں کو تخلیق فرمایا تو وہ تابعدار ہوگئے۔ لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۞ [التحریم:٦] ... ''اللہ تعالیٰ ان (فرشتوں) کو جو حکم دے وہ نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم ہوتا ہے وہ بجالاتے ہیں۔'' سورج اور چاند بنائے تو فرمایا: وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ط ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۞ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ۞ لَاالشَّمْسُ يَنْبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ط وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۞ [یٰسٓ:٤٠] ..''اور سورج کے لئے جو مقرر راہ ہے وہ اسی پر چلتا رہتا ہے، یہ ہے مقرر کردہ غالب، باعلم اللہ تعالیٰ کا۔ اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کر رکھی ہیں یہاں تک کہ وہ لوٹ کر (کھجور کی) پرانی ٹہنی کی طرح ہوجاتا ہے۔ نہ آفتاب کی یہ مجال ہے کہ چاند کو پکڑے اور نہ رات دن پر آگے بڑھ جانے والی ہے۔ اور سب کے سب آسمان میں تیرتے پھرتے ہیں۔'' پھر فرمایا:'' اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۞ [الرحمٰن:٥]... ''سورج اور چاند (مقرر) حساب سے ہیں۔'' ستارے اور درخت بنائے تو فرمایا: وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ۞ [الرحمن:٦] ... ''اور ستارے اور درخت دونوں سجدہ کرتے ہیں۔'' الغرض آسمان کو چھت، زمین کو ہموار بچھونا، پہاڑوں کو زمین میں ٹھونکے ہوئے کیل، پانی سیراب کرنے والا، آگ جلانے والی، بادل بارش برسانے والے،

قلم لکھنے والا، کھیتی اناج پیدا کرنے والی، متغیر موسم اور بیشمار حیوانات، نباتات و جمادات پیدا کر کے فرمایا: وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ۞ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۞ [الدخان: ٣٨،٣٩]... ''اور ہم نے آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی چیزوں کو کھیل کے طور پر (فضول) پیدا نہیں کیا، بلکہ ہم نے انہیں درست تدبیر کے ساتھ ہی پیدا کیا ہے، لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔'' کہ

ہماری تخلیق کا مقصد کیا ہے؟

اگر اللہ تعالیٰ نے مندرجہ بالا مخلوق فضول پیدا نہیں کی تو اشرف المخلوقات انسان تو قطعی طور پر فضول پیدا نہیں ہوا۔ اگر بناتات و جمادات، ارض و سماء، شجر و حجر، برّ و بحر اور آفتاب و مہتاب کی تخلیق کا کوئی مقصد ہے تو انسان کی تخلیق کا مقصد تو اعلیٰ تر ہوگا جس کے بارے میں خود ربّ تعالیٰ فرماتا ہے: لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۞ [التين: ٤]... ''یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا'' اگر خالق نے اپنی مخلوق میں انسان کو بہترین صورت دی ہے تو بہترین کام بھی سونپا ہوگا۔ اور اس عظیم کام کے بارے میں ربّ کا ارشاد ہے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۞ [الذّاريات: ٥٦]... ''میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لئے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔'' ابن کثیرؒ لکھتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا فرمان ہے کہ میں نے جنوں اور انسانوں کو (ان کی) کسی اپنی ضرورت کے لئے پیدا نہیں کیا بلکہ اس لئے کہ میں انہیں ان کے نفع کے لئے اپنی عبادت کا حکم دوں۔ وہ خوشی ناخوشی میرے معبودِ برحق ہونے کا اقرار کریں، مجھے پہچانیں.....غرض اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بندگی کے لئے پیدا کیا ہے۔ اب اس کی عبادت یکسوئی کے ساتھ جو بجالائے گا، کسی کو اس کا شریک نہ کرے گا، (اللہ تعالیٰ) اسے پوری جزا عنایت فرمائے گا اور جو اس کی نافرمانی کرے گا اور اس کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہرائے گا وہ بدترین سزائیں بھگتے گا۔''

اللہ تعالیٰ کی تخلیق تو بلانقص ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر چیز اپنے کام پر پوری مستعدی سے لگی ہوئی ہے۔ مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ط [الملك:٣]...''(تو اے دیکھنے والے!)

اللہ رحمٰن کی تخلیق میں کوئی بے ضابطگی نہ دیکھے گا۔'' لیکن انسان کی بنائی ہوئی چیزیں جو بلاشبہ نقائص سے پاک نہیں، اور اگر کوئی چیز بوجہ نقص اپنا مقصدِ تخلیق پورا نہ کر پائے تو بے کار تصور ہوتی ہے۔ چراغ کی تخلیق کا مقصد روشنی دینا ہے، نہ دے تو بے کار، تلوار کی کاٹ نہ ہو تو بے سود، چھت، بارش اور دھوپ سے نہ بچائے تو فضول اور جو لباس ستر نہ ڈھانپے وہ عبث سمجھی جاتی ہے۔

اسی طرح جو انسان و جن اپنی تخلیق کے مقصد پر نہ ہو اس کی زندگی بے کار ہے۔ اس میں چنداں شک نہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں سب سے اعلیٰ ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ دوسری مخلوق کی طرح یہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کماحقہٗ ادا نہیں کرتا اور جو حکم اسے اس کا خالق دیتا ہے اسے بجا نہیں لاتا؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے دوسری مخلوق کے برعکس انسان کو دوراستے دکھا کر اختیار دیا ہے اور فرمایا: وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ [الكهف:٢٩]...''اور اعلان کردے کہ یہ سراسر برحق قرآن تمہارے رب کی طرف سے ہے۔ اب جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔''

بالفاظ دیگر انسان کو اچھے یا برے اعمال کرنے میں اختیار (Choice or Option) دے دیا۔ ارشاد ہے : اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا [الملك:٢]... ''جس نے موت اور حیات کو اس لئے پیدا کیا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں اچھے عمل کون کرتا ہے۔'' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں۔ دو واپس چلی جاتی ہیں اور ایک اس کے پاس رہ جاتی ہے۔ گھر کے لوگ اور مال اس کے ساتھ جاتے ہیں اور اس کو تنہا چھوڑ کر واپس آجاتے ہیں۔ اور اس کا عمل اس کے ساتھ جاتا ہے اور اسی کے ساتھ رہتا ہے۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم). قرآن و حدیث سے ثابت ہوا کہ ہمارا دنیا میں آنا، دنیا کمانے کے لئے نہیں ہے بلکہ ربّ کی عبادت اور وہ اعمالِ صالحہ کرنا ہے جو ہمیشہ ہمارے ساتھ رہیں اور ربّ کے تقرب کا باعث بنیں۔

ہمارا رخ کس طرف ہے؟

اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہماری پیدائش اور موت کا اختیار نہیں دیا کہ ہم اپنی مرضی سے پیدا ہوں یا

فوت ہوں۔ نہ ہی رزق کی کمی بیشی کا ہمیں اختیار ہے کہ اپنی مرضی سے گھٹا بڑھا لیں۔ نہ ہی عزت و ذلت کا ہمیں اختیار دیا گیا۔ یہ سب اختیار اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔ ہمیں اچھے اور برے اعمال میں تمیز کرنے کی صلاحیت دی گئی ہے کہ جو شخص چاہے اٹھ کر نیک عمل کرنا شروع کر دے یا برائی کی طرف راغب ہو جائے اور اس ایک اختیار کا استعمال ہی انسان نے صحیح طور پر نہیں کیا اور اپنے مقصدِ تخلیق سے دور ہو گیا۔ ہم غیر مسلموں کی بات نہیں کرتے بلکہ مسلمانوں کی بات کرتے ہیں جن کی رہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن اتارا اور اس پر عمل پیرا ہونے کا حکم دیا۔ جو اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت اور محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا حکم دیتا ہے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج غیر مسلموں کی طرح مسلمانوں کی تگ و دو بھی صرف دنیا حاصل کرنے کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں جا بجا اس دنیا کی بے ثباتی کا ذکر فرمایا اور اسے متاع قلیل قرار دیا ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ دنیا، آخرت کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا لَعِبٌ وَّ لَهۡوٌ وَّ زِیۡنَۃٌ وَّ تَفَاخُرٌۢ بَیۡنَکُمۡ وَتَکَاثُرٌ فِی الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَوۡلَادِ ؕ کَمَثَلِ غَیۡثٍ اَعۡجَبَ الۡکُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ یَهِیۡجُ فَتَرٰىهُ مُصۡفَرًّا ثُمَّ یَکُوۡنُ حُطَامًا ؕ وَفِی الۡاٰخِرَۃِ عَذَابٌ شَدِیۡدٌ ۙ وَّ مَغۡفِرَۃٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضۡوَانٌ ؕ وَمَا الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الۡغُرُوۡرِ ۞ [الحدید: ۲۰]... ’’خوب جان رکھو کہ دنیا کی زندگی صرف کھیل تماشا اور زینت اور آپس میں فخر (وغرور) اور مال و اولاد میں ایک کا دوسرے سے اپنے آپ کو زیادہ بتلانا ہے، جیسے بارش اور اس کی پیداوار کسانوں کو اچھی معلوم ہوتی ہے پھر جب وہ خشک ہو جاتی ہے تو زرد رنگ میں اس کو تم دیکھتے ہو پھر وہ بالکل چورا چورا ہو جاتی ہے۔ اور آخرت میں سخت عذاب اور اللہ کی مغفرت اور رضامندی ہے اور دنیا کی زندگی بجز دھوکے کے سامان کے اور کچھ بھی تو نہیں۔‘‘ انسانی زندگی کا چارٹ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اپنی امت پر جن بلاؤں کا خوف ہے ان میں سب سے زیادہ ڈر کی بلائیں ھویٰ اور طول امل ہیں، کیونکہ ھویٰ (دین کے معاملات میں نفس کے رجحانات کی پیروی) قبولِ حق سے مانع آتی ہے اور طول امل (دنیوی زندگی کے

بارے میں لمبی لمبی آرزوئیں کرنا) آخرت کو بھلا دیتی ہے۔(ادھر سے) یہ دنیا مسلسل چلے جا رہی ہے اور گزر رہی ہے اور (اُدھر سے) آخرت چل پڑی ہے اور چلے آرہی ہے اور انسان ان دونوں کے بیچ ہے۔ پس اگر استطاعت ہو تو دنیا سے چمٹنے والے نہ بنو اور عمل کرو کیونکہ آج تم دار العمل میں ہو جہاں جزا و سزا نہیں اور کل کو دار الآخرت میں ہوگے اور (وہاں) عمل نہیں ہوگا۔(شعب الایمان: بیهقی]..

اللہ کے قرآن اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے قطع نظر ہماری تمام تر سعی دنیا حاصل کرنے کے لئے ہے۔ اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰه۔ اور دنیا کی حُبّ اور آخرت کی بھول ہمیں تخلیق کے مقصد سے دور لے گئی ہے اور جو چیز بھی اپنے تخلیق کے مقصد سے دور ہو جائے، اس کا وجود بے کار ہو جاتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ آج کا انسان مشین اور جانور بن گیا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ مشین تو جس مقصد کے لئے بنائی گئی ہے وہ بجا لاتی ہے اور جانور جس مقصد کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اسے پورا کرتے ہیں۔ لہٰذا ان کو نافرمان انسانوں سے تشبیہ دینا ناانصافی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نافرمان جن وانس کے بارے میں قرآن مجید میں فرمایا:...اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ ط اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۞ [الاعـــــراف: ۱۷۹]... ''یہ (لوگ) چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں، یہی (لوگ) غافل ہیں۔''

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا مؤمن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے۔(صحیح مسلم) ..اب مسلمانوں نے بھی یہود و نصاریٰ اور ہنود کی دیکھا دیکھی دنیا کو ہی اپنی جنت سمجھ لیا ہے اور ہر جائز و ناجائز خواہش کی پیروی کرنے کے لئے وہ قرآن و حدیث کے احکام کو پسِ پشت ڈال رہے ہیں۔ اور قید خانہ (دنیا) سے نجات کی بجائے اس کے اسیر بننے کو ہی ترجیح دے رہے ہیں۔ ربّ کی جنت، جس کے طول وعرض کا کوئی شمار نہیں اور جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں نے اپنے بندوں کے لئے (جنت میں) وہ چیزیں تیار کی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی بشر کے دل میں ان کا خیال ہی گزرا ہے(صحیح بخاری و صحیح مسلم)، کو نظر انداز کر رہے ہیں۔

یاد رکھئے! شب و روز کے چکر کو کوئی روک نہیں سکا۔

؎ صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے
عمر یوں ہی تمام ہوتی ہے

اگر آپ کے شب و روز اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت میں گزر رہے ہیں تو رک جائیے۔ سوچئے! کہ کیا آپ کو ربّ نے اسی لئے تخلیق کیا تھا؟ شرک، بدعت، جھوٹ، سودی کاروبار، بے پردگی، اخلاقِ ذمیمہ، زنا، شراب نوشی، قمار باری، چوری، رشوت ستانی، ناپ تول میں کمی، ملاوٹ، تکبر، ظلم، حسد، ریا کاری، جادو کرنا یا کرانا، بہتان، غیبت، بدزبانی، فحاشی، گانا بجانا، ناانصافی، کسبِ حرام، حقوق کی پامالی، اسراف، بخل، غیر مسلموں سے مشابہت، یہ سب بے مقصد زندگی کے ہی تو نتائج ہیں جو آخرت کو یکسر ہماری نظروں سے اوجھل کر رہے ہیں۔ یہ گناہ ربّ کے حضور پیش ہونے اور اپنے اعمال کا حساب دینے کے احساس تک کو مار چکے ہیں۔

لیکن آپ خوش قسمت ہیں

اس لئے کہ آپ زندہ ہیں۔ ابھی آپ کی سانس آ جا رہی ہے۔ ایک وقت آنے والا ہے کہ اندر گئی سانس کو ربّ باہر آنے کی اجازت نہ دے گا اور باہر نکلی سانس کو اندر جانے کی اجازت نہ ملے گی۔ پھر آپ عمل کرنا چاہیں گے مگر نہ کر سکیں گے۔ فوت شدہ احباب پر نظر دوڑائیے، کبھی وہ بھی اس دنیا میں موجود تھے۔ ان کے عمل کا دفتر اب بند ہو چکا۔ آپ کے پاس وقت ہے اور طاقت بھی۔ ربّ کو راضی کر لیجئے کہ اسی میں آپ کی دنیا اور آخرت کی کامیابی کا راز مضمر ہے۔ اٹھئے! باعمل مسلمان بنئے کہ اسی میں اطمینان و سکون ہے۔ صرف دنیا کو پانے کی دوڑ میں دوڑنے والے ''عام'' لوگ ہیں۔ آپ ''خاص'' بنئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا و آخرت دونوں کی کامیابی سے نوازے گا۔ ان شاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں باعمل مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے اور جب ہم اس دنیا سے جائیں تو وہ ہم سے راضی ہو کیونکہ یہی اصل کامیابی ہے۔ آمین یا ربّ العالمین۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کی (اوسط) عمر ۶۰ سال ہے (؟)

اگر ہم ایک محتاط اندازے کے مطابق اس اوسط عمر کا ایک گراف بنائیں تو اس کی تقسیم کچھ یوں ہوگی۔

۶۰ سالہ انسان کی عمر کی اوسطاً تقسیم

نمبر شمار	مصروفیت	عمر کا ضیاع	تفصیل
ا	نیند و دیگر بے ہوشی	۲۰ سال	ہر انسان اپنی عمر کا ایک تہائی حصہ نیند کے حوالے کر دیتا ہے۔ روزانہ اوسطاً ۸ گھنٹے سونے والا شخص بھی ایک تہائی دن کے لئے بے حس و حرکت پڑا رہتا ہے۔ باقی زندگی ۴۰ سال....
۲	بیماری، غم، پریشانی حادثات وغیرہ	۴ سال	ان حالات میں بھی انسان دین و دنیا کے امور سرانجام دینے سے تقریباً قاصر ہوتا ہے۔ باقی زندگی ۳۶ سال.....
۳	بچپن	۱۲ سال	یہ بے فکری کے وہ ایام ہیں جن میں اچھے برے کی تمیز نہیں ہوتی اور نہ ہی انسان شریعت کا مکلّف ہوتا ہے۔ باقی زندگی ۲۴ سال...
۴	بڑھاپا اور ناتوانی	۵ سال	بوجہ ناتوانی عبادات و دیگر امور سے معذوری۔ باقی زندگی ۱۹ سال.....

نوٹ: یہ اندازہ اوسطاً لگایا گیا ہے۔ انفرادی حالات مختلف ہو سکتے ہیں۔ حقیقتاً ۶۰ سالہ انسان کو ۱۹ سال فراغت کے میسر ہیں۔ جن میں اسے کاروباری امور، شادی بیاہ، سفر اور زندگی کے باقی کام بھی نمٹانے ہیں۔ اتنا قلیل وقت تو ربّ کی اطاعت کے لئے بھی مختصر ہے، اے انسان! تو سرکشی اور نافرمانی کے لئے کہاں سے وقت نکال لیتا ہے؟؟؟ اسی لئے تو ہم بھی کہتے ہیں کہ ''زندگی ایک بار ہی ملتی ہے۔ اس کا استعمال ربّ کے فرمانبردار بن کر کیجئے۔'' وما توفیقی الّا باللّٰه